جناب عبدالحی ابڑو صاحب
اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

اسلام کا فلسفۂ معصیت و ابتلاء

انسان میں معصیت اور گناہ کے ارتکاب کی خواہش فطری طور پر موجود رہتی ہے جس کی تکمیل کے لیے نفس امارہ اسے ابھارتا رہتا ہے۔ چونکہ انسانی نفس کمزوری اور طاقت کے مختلف ادوار اور مد و جزر کے حالات سے گزرتا رہتا ہے لہٰذا کچھ لوگ تو اپنے نفس کو کھلی چھٹی دے کر نفسانی خواہشات کو آزاد چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ ایسے انجام سے دوچار ہو جاتے ہیں جس سے وہ پہلے سے پوری طرح باخبر ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس کچھ دیگر افراد اگرچہ ارتکابِ معصیت کے اس درجے تک نہیں پہنچتے مگر ان کے نفس ارتکابِ معصیت کی خواہش ضرور رکھتے ہیں، البتہ ان کی یہ خواہش، خواہش ہی رہتی ہے عملی ارتکاب تک نوبت نہیں پہنچتی۔ تو کیا معصیت کے ارتکاب کی خواہش رکھنے والے افراد کے لیے کوئی سزا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا گیا جو معصیت کرنے کی خواہش تو رکھتے ہیں مگر اس کا ارتکاب نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا: "یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم ہے"۔

میمون بن مہران کہتے ہیں: "زبان سے اللہ کو یاد کرنا اچھا ہے، لیکن اس سے افضل درجہ یہ ہے کہ آدمی اللہ کو گناہ کے ارتکاب کے موقع پر یاد کر کے اس سے رک جاتے"۔

حضرت عبداللہ ابن المبارک رحمۃ اللہ سے لقمان حکیم کی اس نصیحت کے بارے میں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھی اور جس میں انہوں نے فرمایا تھا "اگر بات کرنا چاندی ہے تو خاموشی سونے کے برابر ہے" کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کے سلسلے میں کی گئی بات چاندی کے برابر ہے تو اللہ کی معصیت کی بات کہنے سے خاموشی اختیار کرنا سونے کے مانند ہے"۔

کسی بزرگ کا قول ہے: "جنت کو عمل کے بغیر طلب کرنا گناہ کی ایک قسم ہے، سنت کی پیروی کیے

بغیر شفاعت کی امید رکھنا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے، اور معصیت کے ساتھ اللہ کی رحمت کی امید رکھنا حماقت و نادانی ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو جنت کا طلب گار ہونے کے باوجود بھی سوتا رہے اور آگ سے بچنے کی خواہش کے باوجود سوتا رہے"۔ (ترمذی)

کتب حدیث میں مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ اگر آسمان اور زمین والوں کو عذاب میں مبتلا کر دے تو یہ اس کی طرف سے کوئی ظلم نہ ہوگا، اور اگر ان پر رحم فرمائے تو اس کی یہ رحمت ان کے اعمال سے بدرجہا بہتر اور بلند ہوگی"۔

ام الخبائث جن گناہوں میں آج کل بہت سے مسلمان مبتلا ہیں ان میں سے ایک شراب نوشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یہ شراب اور جوا، اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی"۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو ام الخبائث (برائیوں کی جڑ) قرار دیا ہے۔ مشہور مفسر علامہ قرطبی فرماتے ہیں: "شرابی عقلمندوں کے کھیل تماشے کا نشانہ بنتا ہے، کئی شرابیوں کو اپنے فضلات سے کھیلتے اور انہیں اپنے چہرے پر ملتے دیکھا گیا ہے۔ کچھ لوگ تو ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو شراب میں دھت اپنے پیشاب سے چہرے کو ملتے ہوئے یہ کہتے جا رہے تھے کہ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین کچھ اور حضرات کے چہرے کو نشے کی حالت میں کتا کاٹ رہا تھا اور وہ اسے دعا دے رہے تھے کہ اللہ تمہیں اسی طرح عزت دے جس طرح تم نے مجھے عزت دی ہے"۔

بلکہ اس سے بڑھ کر موجودہ زمانے میں فحاشی کے ایسے واقعات بھی سننے میں آتے رہتے ہیں جن سے آدمی کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے انتہائی قریبی رشتے داروں کے درمیان بے حیائی کے واقعات، یہ سب اس "ام الخبائث" کی پیداوار ہیں مگر افسوس صد افسوس کہ اس کے باوجود ہمارا معاشرہ عبرت پکڑنے کو تیار نہیں۔

شرک شرک بھی ہمارے معاشرے کی ایک عام بیماری ہے۔ شرک کے سلسلے میں ہم یہاں صرف ایک قصہ نقل کرنا مناسب خیال کرتے ہیں جس کا سبب ایک مکھی تھی۔ وہ قصہ یہ ہے: "حضرت سلیمانؑ کہتے ہیں کہ ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا جبکہ دوسرا اسی مکھی کی وجہ سے جہنم کا مستحق بن گیا۔ حاضرین نے سوال کیا کہ وہ کیسے؟ حضرت سلیمان نے کہا: دو اشخاص کا گزر کسی قوم کے ہاں سے

ہوا جن کے ہاں ایک بت رکھا ہوا تھا اس بت کے آگے سے گزرنے کے لیے ضروری تھا کہ کوئی ہدیہ اس کے سامنے پیش کیا جاتے۔ اس قوم کے لوگوں نے دونوں ساتھیوں میں سے ایک کو کہا کہ کوئی ہدیہ پیش کیجئے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ کچھ نہ کچھ ضرور پیش کرو چاہے ایک مکھی ہی سہی۔ اس نے مکھی پیش کر دی اور اسے چھوڑ دیا گیا۔ دوسرے سے بھی یہی کہا گیا کہ کچھ نہ کچھ نذرانہ دو چاہے مکھی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے جواباً کہا کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کے آگے کوئی چیز پیش نہیں کر سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی گردن اڑا دی اور وہ جنت کا حقدار بن گیا"۔

تکبر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن جابروں اور تکبر کرنے والوں کو چیونٹیوں کی شکل میں لایا جاتے گا جنہیں لوگ اپنے پاؤں سے روندیں گے، اللہ کے ہاں ان کی کوئی وقعت نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جاتے گا۔ پھر انہیں "نار الانیار" کی طرف لے جایا جاتے گا۔ پوچھا گیا کہ نار الانیار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اہل دوزخ کے فضلات اور پیپ کی جگہ۔ (ابن اثیر نے "نار الانیار" کا مطلب لکھا ہے "سب سے بڑی آگ)۔

ہلاکت کی طرف لے جانے والی معصیت

ایک دشمن اسلام کا ذکر ہے کہ اس نے ایک بندۂ خدا کو گمراہ کرنا چاہا۔ اس سے ایک کتا لانے کا مطالبہ کیا۔ اس کے انکار پر اس نے معاملے کو اس کے سامنے آسان بنا کر پیش کیا اور اسے مال کا لالچ دلایا، اور کہا کہ تمہارے دین وایمان میں ایک کتا لانے سے کیا کمی واقع ہو جاتے گی، بھلا ایسا کرنے سے تم کسی بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاؤ گے؟ یہ مال لے لو اس سے اپنی ضروریات پوری کر لو۔

اور جب وہ کتا لے کر آیا تو اس نے اسے ذبح کرنے کا حکم دیا جس پر وہ مشتعل ہو گیا اور چیخنے لگا، اور دلائل پیش کرنے لگا کہ کتے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے وہ برابر اسے مال کا لالچ دلاتا رہا یہاں تک کہ وہ بات مان گیا۔ اس کے بعد اسے کاٹنے اور پکانے پر راضی کرنے میں بھی اسے مشکل پیش نہیں آئی۔ اس کی گود میں پڑنے والے وافر مال نے اس کو بالآخر کتے کا گوشت کھانے پر بھی آمادہ کر دیا۔ اس طرح اس دشمن اسلام نے مال ودولت کے ذریعے اسے گمراہ کر کے بتدریج ایک ایسے گناہ عظیم میں مبتلا کر دیا جو اس کے لیے باعثِ ہلاکت وبربادی ثابت ہوا۔

کچھ بات اس دنیاداری اور دولت مندی کی بھی ہو جاتے جو آگ کا موجب بن جاتی ہے، اور اسی فکر کی بھی جو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ حضرت سعید بن ایمنؓ کہتے ہیں: ایک دفعہ آپؐ اپنے اصحابؓ سے گفتگو میں مصروف تھے کہ اس دوران ایک فقیر شخص آ کر ایک دولت مند شخص کے پہلو میں بیٹھ گیا، چنانچہ

دولت مند شخص نے اپنے کپڑے سمیٹ لیے یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا اور فرمایا: اے فلاں! کیا تمہیں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا تھا کہ کہیں تمہاری دولت مندی اس کی طرف منتقل اور اس کا فکر تمہاری طرف منتقل نہ ہو جائے؟ اس نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ کیا دولت مندی بری چیز ہے؟" آپ نے فرمایا: "ہاں، تمہاری دولت مندی تمہیں آگ کی طرف اور اس کا فقر اسے جنت کی طرف بلاتا ہے۔" اس نے پوچھا کہ مجھے اس سے کیا چیز نجات دلا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: "اس کی مدد اور غم خواری کرو۔" اس نے کہا: میں اس کے لیے تیار ہوں۔ دوسرے شخص نے کہا: مجھے اس کی دولت سے کوئی غرض نہیں۔ آپ نے فرمایا: اب تم اپنے بھائی کے لیے استغفار اور دعا کرو۔" شاید اس حدیث کی روشنی میں ہمارے زمانے کے دولت مند حضرات اپنے مال و دولت (جس کے ذریعے اللہ انہیں آزمانا چاہتا ہے) میں اللہ کے حق کو پہچانیں اور اسے ادا کریں۔ کیا انہیں اس بات کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں کہ وہ جس مال کے حقوق ادا نہیں کرتے قیامت کے دن اسے ان کی گردنوں کا طوق بنا کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا پھر اس دن انہیں اس انجام سے کون بچا سکے گا۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کو مال و دولت کی وجہ سے عزت نہیں دیتا بلکہ اس کی نظر تو دلوں کی طرف ہوتی ہے گویا مال دلوں کی سختی یا نرمی کی آزمائش و امتحان کا ذریعہ ہے۔

یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اللہ کے نزدیک مال کی حیثیت کسی معیار کی نہیں بلکہ معیار تو ایک اور بڑی چیز ہے ہم یہاں ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام جن کا محل ایک ہزار کمروں پر مشتمل تھا اوپر کا حصہ شیشے اور نچلا حصہ لوہے سے بنا ہوا تھا، ایک دن ہوا کے دوش پر سوار ہوئے (جو ان کے لیے مسخر تھی) اور ایک کسان کے ہاں سے ان کا گزر ہوا جس نے ان کی طرف دیکھ کر کہا: "اولادِ داؤد کو کتنی بڑی بادشاہت سے نوازا گیا ہے۔" ہوا نے اس کی یہ بات اٹھا کر حضرت سلیمانؑ کے کان تک پہنچا دی۔ راوی کہتے ہیں: یہ سن کر حضرت سلیمانؑ نیچے اتر کر کسان کے پاس آئے اور کہا: میں نے تمہاری بات سن لی ہے، اور میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں تاکہ تم جس بات کی طاقت نہیں رکھتے اس کی خواہش نہ کرو۔ سنو، ایک دفعہ کی تسبیح کہنا جسے اللہ قبول کر لے ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو آلِ داؤد کو عطا کی گئی ہیں۔ کسان نے کہا: اللہ تمہاری پریشانیاں بھی اسی طرح دور کر دے جس طرح تم نے میری پریشانی زائل کر دی۔"

سبحان اللہ، کیا اس کے بعد بھی کسی کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ دنیا کو اپنا مقصد بنا لے۔ یہاں تک کہ اس دوڑ میں وہ استغفار اور اللہ کی تسبیح کو بھی بھلا بیٹھے۔ حدیث نبوی ہے: "بخدا مجھے تمہارے فقر و محتاجی

کا خطرہ نہیں، لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ جب دنیاوی لحاظ سے تمہیں وسعت وکشائش دی جائے گی تو کہیں تم اس دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت کرنے کی کوشش میں نہ لگ جاؤ جیسے پچھلی امتوں نے کیا تھا پس وہ تمہیں اسی طرح ہلاک کر دے گی جیسے اس نے انہیں ہلاک کر دیا تھا۔"

حضرت حسن بصریؒ کہتے ہیں: "بخدا میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جن میں سے اگر کوئی اس مال میں سے کچھ لینا چاہتا تو بآسانی لے سکتا تھا، انہیں کہا جاتا تھا کہ اس مال حلال میں سے اپنا حصّہ کیوں نہیں وصول کرتے جواب دیتے کہ نہیں، ہمیں ڈر ہے کہ کہیں یہ مال ہمارے دلوں کے اندر بگاڑ پیدا نہ کر دے۔"

جزا وسزا کا معیار کیا ہے؟ حضرت سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں: "نیکی کا بدلہ یہ ہے کہ اس کے بعد ایک اور نیکی کی توفیق نصیب ہوتی ہے جبکہ برائی کی سزا یہ ہے کہ اس کے بعد ایک اور برائی کے ارتکاب کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔"

حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے جب کسی لغزش کا ارتکاب ہو جاتا تو فرماتے کہ مجھے اپنے گھر بار اور مال حتیٰ کہ گھوڑے تک میں اس گناہ کا اثر محسوس ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ تھی کہ گناہ کی خطرناکی کے متعلق آپ کا احساس اور شعور نہایت گہرا تھا، جبکہ عام لوگ اس گناہ کو بہت معمولی اور ہلکا محسوس کیا کرتے ہیں۔

حدیث نبوی ہے: "مومن کو جو تھکاوٹ، تکلیف، رنج وغم اور پریشانی پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے ان تمام کے بدلے میں اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کتنی سخت آیت ہے: "من یعمل سوٓء یجز بہ" (جو کوئی بھی برا کام کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا) آپ نے فرمایا: "اے ابوبکر دنیا کی مصیبتیں بدلہ ہی تو ہیں"۔ (ادب الدنیا والدین، ماوردی ص۲۱)

فرمانبرداری اور نافرمانی کے لحاظ سے لوگوں کے حالات

ابوالحسن الماوردیؒ نے اوامر کی پابندی اور منکرات سے اجتناب کے لحاظ سے لوگوں کے چار حالات بیان کئے ہیں: پہلی قسم ایسے لوگوں کی ہے جو اطاعت گزار ہیں اور معصیت سے اپنے آپ کو بچائے رکھتے ہیں۔ یہ اہل دین کا اعلےٰ درجہ ہے اور متقین کی افضل ترین صفت ہے۔ ایسے لوگ اپنے اچھے کاموں کا صلہ ضرور پائیں گے۔ حضرت ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "گناہ بھلایا نہیں جاتا، نیکی کبھی پرانی نہیں ہوتی، بدلہ دینے والا ہمیشہ زندہ ہے، جیسا چاہو حال اختیار کرو، جیسا کرو گے ویسا ہی بھرو گے"۔ کسی نے کہا ہے: "ہر شخص وہی کاٹے گا جو اس نے بویا ہے، اور جیسا کرے گا ویسا ہی بدلہ پائے گا۔"

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جو اطاعت و فرمانبرداری کے کام نہیں کرتے اور گناہوں کے ارتکاب میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ بندوں کے حالات میں سب سے بری حالت ہے ایسا شخص دو عذابوں کا مستحق ہے ایک فرض کردہ اطاعت کے کاموں سے غفلت اور لاپرواہی برتنے کی وجہ سے اور دوسرے معصیت کے ارتکاب کی جرأت کی بنا پر ابن شبرمہ کہتے ہیں، تعجب ہے ایسے شخص پر جو بیماری کے ڈر سے حلال و پاکیزہ چیزوں سے تو پرہیز کرتا ہے، لیکن آگ کے ڈر سے معصیت کے ارتکاب سے اجتناب نہیں کرتا۔ ابن ضبارہ کہتے ہیں:۔ غور و فکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت کے سلسلے میں صبر کرنا آسان ہے۔ بہ نسبت اللہ کے عذاب پر صبر کے "۔ ایک اور بزرگ کا قول ہے:" اللہ کے بندو، ایسے کام کے کرنے پر صبر کرو جس کے ثواب کے بغیر تمہارا چارہ نہیں۔ اور اس کام سے رکنے پر صبر کرو جس کی سزا برداشت کرنے کا تمہارے اندر حوصلہ اور قوت موجود نہیں" حضرت فضیل بن عیاضؒ سے کہا گیا، اللہ آپ سے راضی ہو گیا۔ انہوں نے جواب دیا، وہ مجھ سے کیسے راضی ہو گیا جبکہ میں نے ابھی اسے راضی ہی نہیں کیا۔

تیسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جو نیکی و اطاعت کے کام بھی کرتے ہیں اور معصیت کا ارتکاب بھی۔ ایسے لوگ معصیت پر جرأت کرنے کے مستحق ہیں۔ حضور اکرمؐ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "گناہوں سے رک جاؤ قبل اس کے کہ خدا تمہیں اپنی گرفت میں لے کر توڑ مروڑ کر رکھ دے"۔ اسی لیے بعض علماء نے کہا ہے کہ لوگوں میں سے بہتر وہ آدمی ہے جس کے دین کو نفسانی خواہش نے خراب نہ کیا ہو، اور شک و شبہ نے اس کے یقین کو متزلزل نہ کیا ہو۔ بعض صالحین کا قول ہے "گناہوں کے مرتکب لوگ دلوں کے مریض ہیں" فضیل بن عیاضؒ سے پوچھا گیا، کون سی چیز سب سے زیادہ تعجب انگیز ہے؟ انہوں نے کہا، وہ دل جس نے خدا کو پہچان کر بھی اس کی نافرمانی کی۔ حضرت ابن عباس سے ایک شخص نے پوچھا، ان دونوں میں سے کون سا شخص آپ کو پسند ہے وہ جس کے گناہ کم اور اعمال بھی کم ہیں یا وہ جس کے گناہ زیادہ اور اعمال بھی زیادہ ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا، میں کسی چیز کو بھی گناہوں سے بچنے اور محفوظ رہنے کے برابر نہیں ٹھہراتا۔ ایک زاہد سے رات کی نماز کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: دن میں اللہ کا خوف رکھو اور رات کو آرام کرو۔ ایک زاہد نے ایک شخص کو کسی کے متعلق کہتے سنا کہ اسے نیند نے ہلاک کر دیا۔ زاہد نے کہا نہیں انہیں تو بیداری نے ہلاک کیا ہے۔

چوتھی قسم ایسے لوگوں کی ہے جو نہ نیکی کے کام کرتے ہیں نہ گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں ایسے لوگ اپنے دین سے غفلت اور یقین کی کمی کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، موسیٰؑ کے صحیفے سارے کے سارے عبرتوں کا مرقع تھے

(بقیہ صہ ۴۷ پر)